Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Rights of Prisoners in Islamic Law: Historical Overview, Principles, and Contemporary Implementation

شریعتِ اسلامیہ میں قیدیوں کے حقوق: تاریخی جائزہ، اصول وضوابط، اور عصری نفاذ

Authors

1. Anam Sattar
M.Phil, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad (GCUF), Pakistan.
anamsattar654@gmail.com

2. Aysha Saeed
M.Phil,Department of Islamic Studies, University of Sialkot, Pakistan.

Citation

Sattar, Anam and Aysha Saeed " Rights of Prisoners in Islamic Law: Historical Overview, Principles, and Contemporary Implementation." Al-Marjān Research Journal, 2, no.2, Jul-Sep (2024): 1− 11.

History

Received:Jul 07, 2024, **Revised**: Aug 15, 2024, **Accepted**: Sep 05, 2024, **Available Online**: Sep 25, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

Rights of Prisoners in Islamic Law: Historical Overview, Principles, and Contemporary Implementation

شریعتِ اسلامیہ میں قیدیوں کے حقوق: تاریخی جائزہ، اصول وضوابط، اور عصری نفاذ

*انعم ستار *عائشہ سعید

Abstract

The concept of prisoners' rights in Islamic law is rooted in compassion, fairness, and justice. Before the advent of Islam, prisoners faced inhumane treatment, including physical torture, forced labor, and deprivation of basic necessities. The rights of prisoners were not recognized, and they were treated worse than animals. With the emergence of Islam, a revolutionary change took place as the religion formulated explicit rights for prisoners and offered them numerous ways to regain their freedom. Islamic law not only ensures that prisoners are treated humanely during detention but also emphasizes rehabilitation and support after release, providing them the opportunity to reintegrate into society. The Prophet Muhammad (PBUH) demonstrated exemplary treatment of captives, setting standards that surpass many modern laws. It is the duty of an Islamic state to fulfill the rights of detainees, ensuring that they receive humane treatment and all essential amenities as ordained by Islam. This research delves into the historical background of prisoners' rights, exploring their development from pre-Islamic times to the Islamic injunctions that transformed their conditions. It further analyzes the key principles outlined in the Qur'an and Hadith that guide the treatment of prisoners, highlighting the responsibilities of an Islamic state in providing justice and compassion to all detainees, irrespective of their faith. The study also discusses the modern-day application of these principles, emphasizing how these timeless teachings can contribute to upholding the dignity of prisoners in the contemporary era.

Keywords: Prisoners' rights, Islamic law, humane treatment, rehabilitation, Islamic state.

تعارف

اسلام نے قیدیوں کے حقوق کی بنیاد شفقت، انصاف، اور عدل پر رکھی ہے۔ اسلام سے قبل قیدیوں کے حالات نہایت ہی سنگین اور غیر انسانی تھے، جن میں جسمانی تشدد، جبری مشقت، اور بنیادی ضروریات سے محرومی شامل تھیں۔ اس وقت قیدیوں کے حقوق کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اور انہیں جانوروں سے بھی بدتر سلوک کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قیدیوں کے حقوق کا ایک مکمل نظام متعارف کروایا گیا جس نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی بہتری کا اہتمام کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کے ساتھ اعلیٰ مثال قائم کی اور ان کے حقوق کو عملی شکل دی۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ قیدیوں کو تمام ضروری سہولیات فراہم کرے اور ان کے ساتھ حسن

* ایم فل، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد(GCUF)، پاکستان۔
* ایم فل، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، پاکستان۔

سلوک کرے، تاکہ وہ اپنی سزا پوری کرنے کے بعد معاشرے میں دوبارہ باعزت زندگی گزار سکیں۔ اس تحقیق میں قیدیوں کے حقوق کی تاریخ، قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلامی اصولوں کا جائزہ، اور موجودہ دور میں ان کے اطلاق کو بیان کیا گیا ہے۔

مبحث اول: لفظ "قیدی" کی وضاحت

عربی لغت کے مطابق "الاسر" کے معنی قید، بندش یا گرفت ہیں پیشاب کی بندش ہو جائے تو عربی زبان میں "اسر البول" کہا جاتا ہے "الأسار" وہ رسی ہے جس سے قیدی کو باندھا جائے إسار اس رسی کو بھی کہتے ہیں جس کو کندھے میں ڈال کر کسی کو کھینچا جاتا ہے اس ئے جنگ میں پکڑے ہوئے شخص کو "اسیر" کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو رسی سے کھینچا جاتا تھا پھر ہر قیدی کو اسیر کا نام دے دیا گیا خواہ اسے نہ بھی کھینچا جائے[1] "الاسیر" گرفتار اور ہر وہ شخص ہ جسے جیل میں رکھا گیا[2]

مبحث دوم: قرآن مجید میں "اسیر" (قیدی) کے استعمال کی وضاحت اور اہمیت

قرآن مجید میں قیدی کے لئے "اسیر" کا لفظ استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔ [3]

"اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"۔

أسیر کی جمع أُسَرَاءُ، أَسَار ٰی اور أُسَارَٰی آتی ہے۔[4] ان الفاظ کو قرآن مجید میں بھی استعمال کیا گی اہے ارشاد باری تعالی ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ [5] "کسی نبی کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے"۔ دوسری جگہ پر قرآن میں یوں وارد ہوا ہے کہ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ [6] "اے نبی ﷺ لوگوں کے قبضہ میں جو قیدی ہیں ان سے کہو اگر اللہ کو معلوم ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ خیر ہے تو وہ تمہیں اس سے بڑھ چڑھ کر دے گا اور تمہاری خطائیں معاف کرے گا"۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مادہ "اسر" سے بنے ہوئے لفظ "اسیر" کا معنی قیدی ہے لیکن قیدی صرف وہی شخص نہیں ہوتا جو جنگ کے دوران یا جنگ کے بعد دشمن کے ہاتھ لگ جاتا ہے بلکہ بعض وہ اشخاص بھی قیدیوں کے زمرے میں آتے ہیں جنہیں اعلانیہ جنگ نہ ہونے کے باوجود مخصوص حالات میں مسلمانوں کی جماعت نے پکڑا جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جنگ کے بغیر بھی قیدی بنایا جا سکتا ہے۔[7]

---

[1] ۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، دار صادر بیروت، لبنان، س۔ن، مادہ "ا۔س۔ر"، 4/19۔

[2] ۔ ابن فارس، ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا، **معجم مقاییس اللغۃ**، دار الجیل، بیروت، س۔ن: 1/107۔

[3] ۔ الدھر: 76:8۔

[4] ۔ بلیلاوی، عبد الحفیظ، **مصباح اللغات**، خزینہ علم و ادب، لاہور، ص: 33۔

[5] ۔ الانفال: 8:67۔

[6] ۔ الانفال: 8:70۔

[7] ۔ ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، **السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ**، دار الکتب العربیۃ، بیروت 1966ء۔

یعنی عملی طور پر جنگ تو نہیں ہوئی لیکن فریقین کے درمیان جنگی حالات تھے لیکن یہ اسی وقت ہو گا جب ہمارے اور کافروں کے درمیان جنگ متوقع ہو تبھی دار الحرب کے کافر کو قید کرنا جائز ہو گا خواہ اسے ہم اپنے ملک سے پکڑیں یا دار الحرب سے پکڑیں اور خواہ کسی طریقے سے بھی پکڑا گیا ہو البتہ دار الکفر جب دار الحرب (جنگ) نہ ہو تو پھر کوئی مال لینا یا کسی کو پکڑنا جائز نہیں ہے جنگ نہ ہونے کی صورت میں وہاں سے کسی کو قید کرنا جائز نہیں کیونکہ بنی نوع انسان کی اصل (بنیاد) آزادی ہے۔[8] گویا معلوم ہوا کہ قیدی وہ ہوتا ہے جو کسی ایسی قوم کے ہاتھ لگ جائے جس سے مسلح جنگ متوقع ہو شرط یہ ہے کہ قیدی کا تعلق قید کرنے والے ملک یا ریاست کے دشمن سے ہو قیدی جنگجو بھی ہو سکتا ہے اور غیر جنگجو بھی اس طرح بہت سے افراد قیدیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں کیونکہ بہت سے گروہ ایسے ہیں جن پر قیدیوں کا اطلاق کرنا ممکن ہے۔

مبحث سوم: قیدیوں کی مختلف اقسام: اسلامی فقہ کی روشنی میں

فقہاء اسلامی کے نزدیک قیدیوں کی مختلف قسمیں ہیں جن کی مختصر مگر جامع تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

i. فقہاء احناف کا نقطہ نظر

احناف کے نزدیک جب حاکم نے کسی شہر پر جنگ کے ذریعے قبضہ کر لیا ہو اور اس کے اہلیان اسلام قبول کریں تو ان پر قیدی کا اطلاق ہو گا اگر انہوں نے پکڑے جانے سے پہلے اسلام قبول نہ کیا ہو تو اسلام قبول کرنا، ان کے غلام بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔[9] دار الحرب کے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو دار الاسلام میں داخل ہو اور اس نے گرفتار ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اسلام قبول کرنے کے بعد اس کو کوئی مسلمان گرفتار کرے تو کیا اس پر قیدی کا طلاق ہو گا یا نہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مسلمانوں کی جماعت کے لئے مال فئے ہو گا جب کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک وہ آزاد ہو گا کسی کو اسے قیدی بنانے کا حق نہیں۔[10]

ii. فقہاء مالکیہ کی رائے

مالکیہ کے نزدیک راہب اور راہبہ کے سوا ہر اس شخص کو قیدی بنانا جائز ہے جسے قتل نہیں کیا جاتا راہب اور راہبہ کی جنگ میں کوئی رائے نہیں ہوتی راہب اور راہبہ کے سوا معذور، بوڑھے اور اندھے سب کو قیدی بنانا جائز ہے اگرچہ انہیں قتل کرنا جائز نہیں۔[11] راہبوں کو ان کی رہبانیت کے احترام میں قتل یا قیدی بنانے سے نہیں روکا گیا بلکہ جنگ سے دور رہنے اور دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے انہیں قتل کرنے اور قیدی بنانے سے روکا گیا ہے راہب اور راہبہ کے سوا بوڑھے، بینائی سے محروم افراد جنگ کرنے والوں کی طرح ہیں وہ کمزور سمجھے جاتے ہیں انہیں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن قیدی بنایا جائے گا ابن قاسم، ابن ماجشون ابن وہب اور ابن حبیب کا بھی یہی قول ہے اللخمی نے امام مالک کا قول بیان کیا ہے یہ رائے احسن ہے۔[12]

iii. فقہاء حنابلہ کی رائے

8۔ ابو محمد، عز الدین، عبد العزیز بن عبد السلام، **قواعد الاحکام فی مصالح الانام**، دار امعارف، بیروت، س۔ن: 2/39،

9۔ مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر: 2/117-118۔

10۔ **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**: 7/117، تحفۃ الفقہاء: 3/304۔

11۔ الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفۃ دسوقی، **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**، دار الفکر، بیروت لبنان، س۔ن: 2/117۔

12۔ **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**: 2/117۔

حنابلہ دار الحرب کے قیدیوں کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:[13] 1۔خواتین اور بچے 2۔اہل کتاب اور وہ مجوسی اور جزیہ دینا تسلیم کرتے ہیں۔ 3۔بتوں کے پجاری اور ان کے سواوہ اشخاص جو جزیہ دینا تسلیم نہیں کرتے،

iv. فقہاءشوافع کی رائے

شوافع نے قید کو مشرکین کی عورتوں اور ان کی اولاد، باغیوں اور مرتدوں تک محدود کیا ہے۔[14]

مبحث چہارم: قیدی کی حراست

قیدی کو گرفتار کر لینے کے بعد اس کو اپنے قبضے میں رکھنا نہ صرف اسلامی قانون بلکہ بین الاقوامی قانون میں بھی مسلمہ ہے تبھی تو دشمن کی قوت میں کمی واقع ہوگی اور گرفتار افراد کی دوبارہ فوج میں شمولیت کا سدباب ہوگا لہذا کسی گرفتار شدہ قیدی کے بارے میں مسلمان حکمران کی طرف سے فیصلہ کیئے جانے تک اسے روکے رکھنا لازم ہے اور اس کے لئے جو مناسب اقدامات ہوں گے وہ اختیار کیئے جائیں گے لہذا ان گرفتار شدہ افراد کو پابند سلاسل بھی کیا جا سکتا ہے اور رسیوں سے باندھا بھی جا سکتا ہے اور انہیں کسی مقام پر زنجیریں ڈالے بغیر بھی مقید رکھا جا سکتا ہے اس مفہوم پر آپ ﷺ کے عمل کی صورت میں کئی احادیث مبارکہ مروی ہیں چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

> لَمَّا أَمْسَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ وَالْأُسَارَى مَحْبُوسُونَ بِالْوَثَاقِ، بَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاهِرًا أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ لَا تَنَامُ وَقَدْ أَسَرَ الْعَبَّاسَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعْتُ أَنِينَ عَمِّيَ الْعَبَّاسِ فِي وَثَاقِهِ . فَأَطْلَقُوهُ، فَسَكَتَ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔[15]

> ”جنگ بدر کی شام قیدیوں کو رسیوں سے باندھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں جاگتے رہے تو ان کے صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ سو نہیں پا رہے ایک انصاری نے عباس رضی اللہ عنہ کو باندھ رکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے چچا عباس کے چلانے کی آواز سنی ہے جب ان کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں تو وہ خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے“۔

اگر حکومت نے موجودہ دور کی طرح قیدیوں کو رکھنے کیلئے الگ سے جگہ بنائی ہو تو زنجیروں اور رسیوں سے جکڑے بغیر بھی قیدیوں کو رکھا جا سکتا ہے ابتدائے اسلام میں جو قیدیوں کو باندھنے کا حکم تھا وہ کسی حکمت اور مصلحت کے پیش نظر تھا جس کو بیان کرتے ہوئے وھبہ الزحیلی بیان فرماتے ہیں:

> ربط الاسیر فی صدر الاسلام کان مجرد وسیلة لمنعه من الهرب لعدم تخصیص اماکن لهذا الغرض[16]

> ”قیدیوں کو باندھنا ابتدائے اسلام میں صرف انہیں بھاگنے سے روکنے کی خاطر ہوتا تھا کیونکہ اس مقصد کے لئے مخصوص جگہیں نہ تھیں“۔

13۔ ابن قدامۃ، موفق الدین، ابی عبداللہ بن احمد بن محمود، **المغنی ویلیہ الشرح الکبیر**، دار الکتب العربی، بیروت، لبنان، 1983ء:10/400۔

14۔ الشیرازی، الشیخ الامام ابی اسحاق ابراہیم، **المہذب فی فقہ الامام الشافعی**، مصطفی الحلبی البابی واولادہ، مصر، س۔ن:2/231-235۔

15۔ النسائی، ابو عبدالرحمان، احمد بن شعیب، **السنن الکبری للبیہقی**، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت 1356ء:9/89۔

16۔ **آثار الرحب فی فقہ الاسلامی**، ص:410۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ابتدائی زمانہ میں اسیران جنگ کے لئے کوئی مستقل کیمپ یا قید خانے نہیں ہوتے تھے جس کی اہم وجہ وسائل کی کمیابی تھی لیکن اس کے باوجود اسلامی حکومت کے قبضے میں ہونے کی حیثیت سے بہترین سلوک بہرہ مند ہوتے تھے لہٰذا حالات کی ضرورت کے مطابق قیدیوں کو کسی کمرے اور جیل وغیرہ میں قید کرنا اور ان کی عدم دستیابی کے باعث باندھنا اور زنجیروں اور رسیوں سے جکڑنا جائز ہے۔

مبحث پنجم: قیدیوں کے حقوق

شریعت اسلامیہ کے اصول ومبادی کے مطابق جنگی قیدی کے ساتھ مرحمت، درگزر، احسان، کرامت انسانی، عدل وانصاف اور انسانی ہمدردی کا معاملہ کیا جائے اسلام میں ان قیدیوں کو حقوق مسلمانوں کے قبضہ میں آنے سے ہی حاصل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل میں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں کچھ ایسے امور بیان کیئے جارہے ہیں جو قیدیوں کو ان کے بطور حقوق دیئے جانے چاہیے۔

i. انسانی ہمدردی

انسانیت کے ناطے تمام انسان برابر ہیں اس کا درس اسلام بھی دیتا ہے قیدی کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ بطور انسان اس کے ساتھ ہمدردی کا برتاو کیا جائے اللہ تعالی نے اس حق کو قرآن مجید میں اس انداز سے بیان کیا ہے کہ: **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔** [17] "اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"۔ اسلام کا یہ رویہ ایسے شخص کے متعلق ہے جو قیدی ہے اور جرم کر کے اس مقام تک پہنچا ہے لیکن شریعت اسلامیہ نے اس حالت میں بھی اسے یہ حق دیا ہے کہ جرم دار ہونے کے باوجود بطور انسان اس کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کیا جائے اور اسے کھانا وغیرہ پیش کیا جائے۔ آپ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ: **استوصوا بالاسارى خيرا۔** [18] "قیدیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی میری نصیحت قبول کرو"۔ اسیران جنگ کے متعلق اسلام کی یہ تعلیمات کسی خاص قوم کے قیدیوں سے مخصوص نہ تھیں بلکہ حسن سلوک تو مسلمانوں کی طرف سے تمام اسیران جنگ کے لئے عام تھا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بنو قریظہ کے قیدیوں کے متعلق حکم دیتے ہوئے فرمایا: **احسنوا اسارهم۔** [19] "یعنی ان کے قیدیوں سے حسن سلوک کرو"۔

ii. خوراک کی فراہمی

عام طور پر قیدیوں کو بھوک رکھ کر بھی سزا دی جاتی ہے لیکن شریعت اسلامیہ نے قیدی کے گناہ گار ہونے کے باوجود اس ذریعہ سے اسے رزق پہنچانے اور سزا دینے کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اپنے قیدی کو کھانا کھلانے اور خوراک فراہم کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> **دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ ۔** [20]
>
> "ایک عورت جہنم میں اس وجہ سے داخل ہوگئی کہ اس نے اپنی بلی کو باندھ کر رکھا نہ اسے خوراک دی اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی"۔

---

[17] ۔ الدھر: 76:8۔

[18] ۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**، دار الکنوز الادبیۃ، س۔ن: 1/ 645۔

[19] ۔ المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، **امتاع الاسماع بما للرسول من الانباء والاموال والحفدۃ والمتاع**، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، القاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ، س۔ن: 1/ 248۔

[20] ۔ صحیح بخاری: 3/ 1205۔

انسانی زندگی میں کھانے پینے کی ضرورت کا تعلق تحسینیات سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ضروریات سے ہے جس کا اعتبار شریعت اسلامی نے اسیر ان جنگ کے ذیل میں کیا ہے اور قیدیوں کو کھانے پینے کے حق کی فراہمی یقینی بنائے یہی وجہ ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مسلمان خود محتاج ہو نے اور کھانے کا شوق رکھنے کے باوجود مشرک قیدیوں کو اپنے اوپر کھانے کے معاملے میں ترجیح دیتے تھے جیسا کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں ایک بدری قیدی نے اپنے آپ بیتی ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ:

كنت فی رهط من الانصار حين اقبلوا بی من بدر فكانوں اذا قدموا غداء هم و عشائهم خصونی بالخبز واكلوا التمر لوصية رسول الله ﷺ إياهم بنا ما تقع فی يد رجل منهم كسرة من الخبز إلا نفحنی بها قال فأستحی فأردها علی أحدهم فيردها علی ما يمسها۔[21]

"جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا تو میں انصاریوں میں رکھا گیا وہ میرا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لئے بیٹھے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفا کرتے ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دے دیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھاوں میں اسے رد کر دیتا مگر وہ اسے ہاتھ لگائے بغیر پھر مجھے واپس دے دیتا"۔

اسی طرح ثمامہ بن اثال کا مشہور قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے جب وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمانوں کے قیدی تھے اور مسجد نبوی میں ستون سے باندھے گئے تھے تو مسلمان ان کے لئے آنحضرت ﷺ کے گھر سے نہ صرف کھانا بلکہ دودھ بھی لاتے تھے۔[22] اسی طرح کتب احادیث و تاریخ میں بے شمار مزید ایسی امثلہ موجود ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدی کو غذا اور خوراک فراہم کرنا اس کے حقوق میں شامل ہے اور بھوک وغیرہ کے ذریعے سزا دینا نہ صرف اسلامی نقطہ نظر سے ممنوع بلکہ انسان ہونے کے ناطہ ایسا فعل قبیح امور میں سے ہے۔

iii. لباس کی فراہمی

اسلام بلا امتیاز تمام انسانوں کی تکریم کا قائل ہے بحیثیت انسان جنگی قیدی بھی اسلام کی نظر میں تکریم اور عزت و احترام کے حقدار ہیں یہ حقیقت ہے کہ کسی انسان کو بے لباس چھوڑنا اس کی تکریم کے خلاف ہے لہذا کسی بھی انسان کی عزت و احترام کا تقاضا ہے کہ اسے بے لباسی کی حالت میں لباس مہیا کیا جائے جس کا اہتمام اسلام قیدیوں کے حوالے سے کرتا ہے۔ بے لباسی کو اسلامی شریعت نے عام حالات میں بھی انتہائی سختی سے منع کیا ہے اور اس پر اپنا موقف صیغہ نہی سے وارد کیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرد غیر کی چھپی ہوئی جگہ کو دیکھنے وغیرہ سے سختی سے منع فرمایا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا ینظر ارجل الی عورة الرجل ولا المراة الی عورة امراة۔**[23] "کوئی مرد کسی مرد کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے پردے کے اعضاء نہ دیکھے"

چونکہ اسلام کسی کی شرمگاہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا لہذا لازم ہے کہ اسیران جنگ کو لباس کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور یہ فراہمی کی ذمہ داری قید کنندہ ریاست پر ہو گی امام بخاری نے باقاعدہ طور پر اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں ایک باب باندھا ہے اور اس کا نام "باب کسوة الاساری" رکھا ہے اگر مسلم ریاست کے قبضے میں موجود اسیران جنگ کے پاس کپڑے موجود نہ ہوں تو انہیں مناسب کپڑوں کی فراہمی خود رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے جیسا کہ ذیل کی روایت سے ظاہر ہو رہا ہے:

21۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید، **تاریخ الطبری**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1969ء: 2/39۔

22۔ الشوکانی، محمد بن علی، **نیل الاوطار**، مکتبۃ دار التراث، قاہرہ، 1357ھ: 7/321۔

23۔ مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم**، دار الجیل، بیروت و دار الافاق الجدیدہ، بیروت، س۔ن: 1/183۔

لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى، وَأُتِيَ بِالعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، «فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ قَمِيصًا، فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِيَّاهُ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ ۔[24]

"جب بدر کے دن قیدیوں کو لایا گیا ان کے ساتھ جب عباس بن عبد المطلب کو لایا گیا تو ان پر کپڑا نہیں تھا اللہ کے نبی ﷺ ان کے لئے ایک قمیص تلاش کی چنانچہ عبد اللہ بن ابی کی قمیص انہیں پہنائی گئی چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں وہی پہنادی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کو بھی اپنی قمیص پہنائی تھی"

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو لباس کی فراہمی اس کے حقوق میں شامل ہے قید کنندہ کو اس حق کی فراہمی میں حد درجہ کوشش کرنی چاہیے خواہ وسائل کی کمی ہی کیوں نہ ہو وسائل کی کمی کی صورت میں اگر قرض اور ادھار کے ذریعے ہی قیدیوں کے اس حق کی ادائیگی ممکن ہو تو اس کا بھی انتظام کرنا چاہیے۔

iv. مارپیٹ سے اجتناب

قیدی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو تشدد اور مارپیٹ سے سزا دینے سے اجتناب کیا جائے گویا شریعت اسلامی کی نظر میں قیدیوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر سہیل بن عمر کو قید کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ سہیل کے اگے دانت توڑ ڈالوں اور زبان کھینچ دوں تاکہ کبھی آپ ﷺ کے خلاف بکواس نہ کر سکے تو اس سے منع کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **لا أمثل به فيمثل الله بی وان كنت نبيا۔**[25] "میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا ورنہ اللہ تعالی میرا مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں"۔ اگر مسلم ریاست کے دشمن مسلمان قیدیوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں اور انہیں مصائب میں مبتلا کر رہے ہوں تو بھی اسلام کی نظر میں معاملہ بالمثل کے تحت زیادتی اور ایذا رسانی کا سلسلہ شروع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ معاملہ بالمثل وہاں ہو گا جہاں شریعت نے آزادی دے رکھی ہے اس کے علاوہ پر معاملہ بالمثل بھی نہیں کیا جائے گا۔

v. مراتب کا لحاظ

اسلام کی نظر میں تمام قیدی حسن سلوک کے حقدار ہیں تاہم ان میں سے وہ قیدی جو اپنے مراتب کے اعتبار سے عام قیدیوں سے بلند ہوں گے وہ زیادہ حسن سلوک اور عزت واحترام کے حق دار ٹھہریں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ارحموا عزیز قوم ذل۔[47]

"کمزور لوگوں کے معزز لوگوں پر رحم کرو"۔

قیدیوں میں مردوں، عورتوں اور دوسرے مراتب میں لحاظ رکھنے کی وضاحت مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بنی مصطلق کے قیدی تقسیم فرمارہے تھے تو ان میں جویریہ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن شماس یا اس کے چچا یا اس کے چچازاد کے حصے میں آئی تو اس نے اس کے ساتھ مکاتبت کیا جب کہ وہ ایک خوبصورت اور دلکش عورت تھی وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے کہنے لگی کہ میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار اپنی قوم کے سربراہ کی بیٹی ہوں اور مجھے آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے جو آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے میں آپ ﷺ کے پاس اپنی کتابت میں معاونت کے واسطے آئی ہوں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ کے پاس اس سے

24۔ بخاری، ابو عبد اللہ **صحیح بخاری**، دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت، الطبعۃ الرابعۃ، 1990ء: 3/1096-1095۔

25۔ **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**: 1/649۔

بہتر کوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کرتا ہوں پھر آپ کے ساتھ نکاح کرتا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے منظور ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا ہی کیا لوگوں میں یہ خبر عام ہوگئی کہ رسول کریم ﷺ نے جویریہ بنت الحارث کے ساتھ نکاح کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ قیدی تو رسول کریم ﷺ کے سسرالی بن گئے ہیں اس لئے ان کے ہاتھوں میں جو قیدی تھے ان کو آزاد کر دیا جائے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اسنے آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کی بدولت اپنے گھر یعنی بن مصطلق کے سو آدمی آزاد کرا دیئے مجھے کسی دوسری عورت کا علم نہیں جو اپنی قوم کے لئے اتنی زیادہ برکتوں کا باعث بنی ہو۔[26]

مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر قیدیوں میں دشمن کے معزز اور مراتب والے افراد شامل ہوں تو ان کے مراتب کے لحاظ سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کی جائے گا اور عام قیدیوں اور ان میں فرق ملحوظ رکھا جائے گا۔

vi. آسانی پہنچانا

اسلام نے اسیران کیلئے سلوک کی بنیاد رکھی ہے اس کا لازمی تقاضا ہے کہ جہاں ان سے انسانی سلوک روا رکھا جائے اور انہیں بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں وہاں ان سے تکالیف دور کی جائیں اسلام اس بارے ہماری راہنمائی اس طرح کرتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ (اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) کی تکلیف کی بدولت آپ ﷺ سوئے نہیں اور برابر بے چین رہے یہاں تک کہ حضرت عباس کی تکلیف دور کر دی گئی۔ آپ ﷺ محض اپنے چچا کی تکلیف کے ختم ہونے پر ہی نہیں جاگے بلکہ آپ ﷺ کو جب علم ہوا کہ حضرت عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئی ہیں تو آپ ﷺ نے تمام قیدیوں سے اس طرح کے حسن سلوک کا حکم صادر فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کی نظر میں تکلیف سے بچاؤ کا حق تمام قیدیوں کو برابر حاصل تھا۔[27]

اس بارے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ:

> If they are in any trouble or discomfiture, this is to be done away with as for as possible, for which also there is authority of the practice of the prophet.[28]

vii. رہائی پر بحفاظت واپسی

قیدی جس طرح دوران قید حسن سلوک اور شفقت کے مستحق ہوتے ہیں اسی طرح رہائی کے بعد بھی ان کے ساتھ نرمی والا معاملہ کرنا ضروری ہے اسلام میں یہ راہنمائی موجود ہے کہ جب قیدی اپنی قید کی مدت پوری کر لے تو مسلمان حکومت پر یہ لازم ہے کہ وہ اس قیدی کی بحفاظت اپنے وطن واپسی تک کا بندوبست کرے چنانچہ جب عدی بن حاتم کی بہن کو قید کر کے مسجد نبوی کے ایک گوشے میں قید کیا گیا تو انہوں نے اپنی رہائی کی فریاد یہ کہتے ہوئے کی کہ اے اللہ کے رسول میرا باپ مر چکا ہے، میرا فدیہ دینے والا کوئی نہیں اس لئے آپ مجھ پر احسان کرتے ہوئے رہا کر دیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ ﷺ نے اس پر انہیں رہا کر دیا وہ اپنی رہائی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ

---

[26] ۔ السنن الکبری للبیہقی:9/74۔

[27] ۔ محمد رسول اللہ، ص:190

[28] The Muslim Conduct of State, P: 215.۔

نے مجھے کہا میں نے تمہیں آزاد کر دیا لیکن جلدی میں مت پڑو کوئی با اعتماد قافلہ جو تمہارے علاقے میں جانے والا ہو تو تمہیں اس کے ساتھ بھیج دیں گے چنانچہ مذکورہ قافلہ کی روانگی کے وقت آپ ﷺ نے جو احسان ان کے ساتھ فرمایا تھا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

فکسانی رسول اللہ ﷺ **وحملنی** وعطانی نفقۃ۔[29]

"آپ ﷺ نے مجھے کپڑے دیئے، سواری دی اور زاد راہ بھی مہیا فرمایا"

دشمن کی بیٹی اور مسلمانوں کی قیدی ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے جب اس کی فریاد پر رہائی کی تو نہ صرف اسے زاد راہ، سواری اور لباس مہیا کیا بلکہ اس کی اپنے وطن واپس پہنچنے کیلئے ایک با اعتماد قافلے کی روانگی کا انتظار بھی کیا اور وقت آنے پر اسے ان کے ساتھ بھیج دیا۔

مبحث ششم: خلاصہ بحث

اسلام نے قیدیوں کے حقوق کی بنیاد انصاف، شفقت اور انسانی ہمدردی پر رکھی ہے، جس کا مقصد قیدیوں کو نہ صرف سزا کے دوران بہتر حالات فراہم کرنا ہے بلکہ ان کی بحالی کے لئے بھی اقدامات کرنا ہے۔ شریعت اسلامی میں قیدیوں کو بنیادی سہولیات، عدل و انصاف، اور رہائی کے بعد دوبارہ اپنی زندگی کی شروعات کے لئے مدد فراہم کرنے کی واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ یہ اسلامی اصول قیدیوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کے ساتھ انسانی سلوک کی ضمانت دیتے ہیں۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ان اصولوں پر عمل کرے اور قیدیوں کو معاشرے کا کارآمد فرد بننے کا موقع فراہم کرے۔ اس تحقیق کے ذریعے قیدیوں کے حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کی اہمیت اور ان کے عصری اطلاق کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتابیات

* ابن منظور، محمد بن مکرم۔ **لسان العرب**۔ دار صادر، بیروت، لبنان، س ن۔
* ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا۔ **معجم مقاییس اللغۃ**۔ دار الجیل، بیروت، س ن۔
* بلیاوی، عبد الحفیظ۔ **مصباح اللغات**۔ لاہور: خزینہ علم و ادب۔
* ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم۔ **السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ**۔ بیروت: دار الکتب العربیۃ، 1966ء۔
* ابو محمد، عز الدین، عبد العزیز بن عبد السلام۔ **قواعد الاحکام فی مصالح الانام**۔ بیروت: دار المعارف، س ن۔
* الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفۃ الدسوقی۔ **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**۔ بیروت: دار الفکر، س ن۔
* ابن قدامۃ، موفق الدین، ابی عبد اللہ بن احمد بن محمود۔ **المغنی ویلیہ الشرح الکبیر**۔ بیروت: دار الکتب العربی، 1983ء۔
* الشیرازی، الشیخ الامام ابی اسحاق ابراہیم۔ **المہذب فی فقہ الامام الشافعی**۔ مصر: مصطفی الحلبی البابی واولادہ، س ن۔
* النسائی، ابو عبد الرحمان، احمد بن شعیب۔ **السنن الکبری للبیہقی**۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1356ء۔
* ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک۔ **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**۔ بیروت: دار الکنوز الادبیۃ، س ن۔
* المقریزی، تقی الدین احمد بن علی۔ **امتاع الاسماع بما للرسول من الانباء والاموال والحفدۃ والمتاع**۔ قاہرہ: مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، س ن۔
* الطبری، محمد بن جریر بن یزید۔ **تاریخ الطبری**۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1969ء۔
* الشوکانی، محمد بن علی۔ **نیل الاوطار**۔ قاہرہ: مکتبۃ دار التراث، 1357ھ۔

---

[29]۔ **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**: 2/579۔

* مسلم بن حجاج۔ **الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم** .بیروت: دار الجیل و دار آفاق الجدیدہ، س ن۔
* بخاری، ابو عبد اللہ۔ **صحیح بخاری** .بیروت: دار ابن کثیر الیمامہ، 1990ء۔